روزنامہ
الفضل
ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰ | منگل ۲۹۔ جمادی الاوّل ۱۴۱۱ھ، ۱۸۔ فتح ۱۳۶۹ ہش، ۱۸۔ دسمبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۳۶

معاشرے میں نفرت کیوں پیدا ہوتی ہے؟

"حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ..... نے ایک موقع پر فرمایا..... اگر تم رحمی رشتوں کو کاٹو گے تو خدا کے رحم سے بھی کاٹے جاؤ گے۔ اور ایک کا دوسرے سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ پس جو رحمانیت سے کاٹا گیا وہ تو کہیں کا بھی نہیں رہا۔ اور ایسے معاشرے کا رحمانیت سے کاٹے جانے کا ایک یہ بھی مفہوم ہے کہ اس معاشرے میں محبت نہیں پل سکتی اور نفرتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔"

(احمدی خواتین سے جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۰ء کے موقع پر حضرت امام جماعت احمدیہ کا خطاب)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ہم دیکھتے ہیں کہ ان محسوسات میں بھی کامل علم اور معرفت ہی کا اثر ہوتا ہے۔ ایک انسان کے پاس خواہ ایک شیر یا بھیڑیا آجاوے۔ مگر جب تک وہ شیر کو شیر اور بھیڑیئے کو بھیڑیا مع ان کے تمام لوازم اور خواص کے یقین نہیں کر لیتا۔ ان سے کوئی خوف نہیں کرتا۔ ایک زہریلے سانپ کو جو انسان ایک چوہا یقین کرتا ہوگا۔ وہ اس سے ہرگز گریز اور پرہیز نہ کرے گا۔ مگر اس علم کے ساتھ ہی کہ یہ ایک زہریلا سانپ ہے اور اس کا کاٹنا گویا پیغامِ اجل ہے وہ اس سے خوف کرے گا اور معاً الگ ہو جاوے گا۔" (ملفوظات جلد دہم ص ۳۱۸)

"بیشک یہ سچی بات ہے کہ دہریہ ایک بیباکی کا طریق اختیار کرتا ہے مگر اس کو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ اَمر اس کے واسطے مضر نہیں اور وہ بچ گیا ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ جس طرح ہر درخت کے پھل لانے کا ایک معیّن وقت ہوتا ہے اسی طرح ہر زہر کے اثر کا بھی ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ بعض زہر ایسے ہیں کہ ہاتھوں ہاتھ اپنا اثر دکھا دیتے ہیں۔ بعض گھڑی اور بعض گھنٹے بعد اور بعض کی میعاد اس سے بھی زیادہ کئی دنوں کی ہوا کرتی ہے۔" (ملفوظات جلد دہم ص ۳۲۳)

وقفِ عارضی کی بابرکت تحریک میں ضرور حصہ لیجئے

سیّدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب فرماتے ہیں:-

"میں جماعت میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ دین کی خدمت کے لئے وقف کریں اور انہیں جماعت کے مختلف کاموں کے لئے جس جس جگہ بھجوایا جائے وہاں وہ اپنے خرچ پر جائیں اور ان کے لئے وقف شدہ عرصہ میں سے جس قدر عرصہ انہیں وہاں رکھا جائے اپنے خرچ پر رہیں اور جو کام ان کے سپرد کیا جائے اسے بجالانے کی پوری کوشش کریں۔"

(خطبہ جمعہ۔ الفضل ۲۳۔ مارچ ۱۹۶۶ء ص ۴)

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد و تعلیم القرآن وقف عارضی۔ ربوہ)

موصیان کرام!

آپ جب کبھی ربوہ آئیں تو دفتر وصیت سے رابطہ کریں اور اپنا حساب کتاب درست کروائیں تا کسی قسم کی کوئی دقت نہ پیش آئے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

تمام اعزاز اور تمام بڑائی اور تمام ترقّی محض دین کے ساتھ وابستہ سمجھو

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

"جماعت میں جو بڑے آدمی ہیں ہم ان کو صرف اس قدر بڑا سمجھتے ہیں جس قدر وہ دین کی خدمت کرتے ہیں ہم ان کو اس لئے بڑا نہیں سمجھتے کہ دنیوی طور پر جماعت ان سے فائدہ اٹھا سکتی ہے بلکہ اس لئے بڑا سمجھتے ہیں کہ دینی طور پر خدا نے ان کو ایک درجہ دے دیا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے اپنے وقت میں ہر ایک سے دین کا کام لے لیتا ہے خواہ وہ امیر ہو یا غریب اور اس میں کسی کے لئے جائے اعتراض نہیں ہو سکتی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا واقعہ ہے غرباء آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ امراء ہر قسم کی خدمتِ دین میں حصہ لیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مالدار بنا دیا ہے۔ ہمیں بھی کوئی ایسا طریق بتائیے جس سے ہم ترقی کر سکیں اور اپنے امیر بھائیوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کا حصّہ لے سکیں۔ آپؐ نے فرمایا تم لوگ ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس دفعہ تسبیح و تحمید اور چونتیس دفعہ تکبیر کہہ لیا کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنے امیر بھائیوں سے پانچ سو سال پہلے جنّت میں چلے جاؤ گے۔ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد دوبارہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ ہمارے امیر بھائیوں کو منع کیجئے کیونکہ انہیں بھی پتہ لگ گیا ہے اور وہ بھی ایسا کرنے لگے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خدا کے دروازہ کو بند کرنے والا کون ہوں۔ اگر وہ بھی تسبیح و تحمید اور تکبیر کرنے لگے ہیں اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے دولت کے اعتبار سے ان کو ایک زائد فضیلت بھی عطا فرمادی ہے اور وہ خدمتِ دین میں دوسروں سے زیادہ حصہ لیتے ہیں تو یہ خدا تعالیٰ کا ان پر فضل ہے اس کو کون شخص روک سکتا ہے۔ پس اگر وہ احمدی جس کو خدا تعالیٰ نے دولت اور عزّت اور رتبہ عطا فرمایا ہے اپنی دولت اور رتبہ کے ساتھ نمازوں کی بھی پابندی کرتا ہے دعوت الی اللہ میں بھی حصّہ لیتا ہے چندوں میں بھی باقاعدگی اختیار کرتا ہے تو وہ یقیناً جماعت کا سردار ہے مگر اس لئے نہیں کہ وہ وزیر ہے، اس لئے نہیں کہ وہ ڈپٹی کمشنر ہے، اس لئے نہیں کہ وہ نواب ہے، اس لئے نہیں کہ وہ جرنیل ہے، اس لئے نہیں کہ وہ کسی اور اعلیٰ عہدے پر متمکن ہے بلکہ اس لئے کہ وہ دین میں بھی بڑھ گیا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ ستمبر ۱۹۴۸ء)

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۸ فتح ۱۳۶۹ ہش ۱۸ دسمبر ۱۹۹۰ء

امنِ عالم

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے عالمی حالات پر تبصرہ فرمانے اور اس بات کو واضح کرنے کے بعد کہ عصبیتیں اور خودغرضیاں تمام بین المملکتی جھگڑوں کی بنیاد ہیں اور ملکی فسادات اور اتھل پتھل بھی انہیں سے ہوتی ہے اور یہ انتباہ فرماتے ہوئے کہ بہت سی حسرتیں ایسی ہیں جو ہم کمزور، غریب قوموں کے حصے میں آنے والی ہیں اور چھیڑ خانی سے ان لوگوں نے باز نہیں آنا، احمدیہ جماعت کے جملہ افراد کو تلقین فرمائی ہے کہ

"جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعلیم سے دین کی سیاست کو روشناس کرائے اور جس ملک میں بھی احمدی بستے ہیں وہ ایک جہاد شروع کر دیں۔ ان کو بتائیں کہ تمہارا آخری تجزیہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ تمہارے ہر قسم کے خطرات کی بنیاد خودغرضی اور ناانصافی پر ہے۔ دنیا کی قوموں کے درمیان جو چاہیں نئے معاہدات کرلیں۔ جس قسم کے نئے نقشے بنانا چاہتے ہیں بنائیں اور ان کو ابھاریں لیکن جب تک اسلامی عدل کی طرف نہیں آئیں گے جب تک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اخلاق میں پناہ نہیں لیں گے۔ جو تمام جہانوں کے لئے ایک رحمت بناکر بھیجے گئے تھے اور اس لئے صرف اور صرف آپ کی تعلیم ہے جو بنی نوع انسان کو امن عطا کر سکتی ہے باقی ساری باتیں ڈھکوسلے ہیں۔ جھوٹ ہیں۔ سیاست کے فسادات ہیں ڈپلومیسی کے دجل ہیں اس کے سوا اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ پس امنِ عامہ کے قیام کی خاطر، امن عالم کے قیام کی خاطر آج صرف جماعت احمدیہ ہے جس نے صحیح خطوط پر ایک عالمی جہاد کی بنیاد ڈالنی ہے۔ اس لئے مَیں آپ سب کو اس امر کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ دنیا سے تعصبات کے خلاف جہاد شروع کریں اور دنیا سے ظلم و ستم کو مٹانے کے لئے جہاد شروع کریں سیاست سے عدل کو روشناس کرانے کے لئے جہاد شروع کریں۔ اگر یہ سب کچھ ہو تو یونائٹڈ نیشنز یعنی اقوام متحدہ کی سوچ میں ایک انقلابی تبدیلی برپا ہو جائے گی۔"

حضرت امام جماعت کا پیغام احمدیہ جماعت کے ہر فرد کے لئے ہے۔ ہم میں سے ہر فرد کا فرض ہے کہ امن عامہ بلکہ امنِ عالم کے لئے اپنے اردگرد ہر شخص کو ان باتوں سے آگاہ کریں۔ کون جانے کس کی بات کہاں تک پہنچے۔ اور کتنے مفید نتائج پیدا کرے۔

مِل بیٹھ کے سوچو غور کرو اور اچھے اچھے کام کرو
سَر پھوڑ کے بھائی بہنوں کا غیرت کو نہ تم بدنام کرو
غیروں کا ہے جو بھی منصوبہ نفرت کی نگاہوں سے دیکھو
اور دشمن کی ہر چال سے واقف ہو کے اسے ناکام کرو

ابوالاقبال

◎

آؤ یارو عظمتِ انسان کی باتیں کریں
محسنِ انسانیتؐ کی شان کی باتیں کریں

رحمت اللعالمیں، وجۂ نمودِ کائنات
آؤ انؐ کے حُسن اور احسان کی باتیں کریں

کبر و نخوت اور عداوت کے بتوں کو توڑ دیں
آپؐ کے احکام اور فرمان کی باتیں کریں

معرفت کے پھول کھلتے ہیں انہیں کے فیض سے
نکہتِ گل، سنبل و ریحان کی باتیں کریں

سیدِ الکونین، ختم المرسلیں، خیر البشر
انؐ کے جاری چشمۂ فیضان کی باتیں کریں

آپؐ پر اتری خدائے پاک کی کامل کتاب
آؤ فرقانِ عظیم الشان کی باتیں کریں

وقف کر دیں اپنی ساری عاجزانہ کوششیں
حق کے پھیلانے کے ہم سامان کی باتیں کریں

پرچم حق کو سدا رکھیں گے دنیا میں بلند
ہم نے جو باندھا ہے اُس پیمان کی باتیں کریں

ہم محبت کے چراغوں سے جلائیں گے چراغ
چہرۂ گیتی سے دھو ڈالیں گے سب ظلمت کے داغ

نادر قریشی

◎

سچائی اختیار کرو

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) فرماتے ہیں:

"سچائی ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ دوسری بہت سی نیکیوں کی توفیق ملتی ہے۔ جب انسان سچائی کو اختیار کرلیتا ہے تو وہ اپنے اخلاق کو بہتر بنانے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ جن اخلاق کو وہ خدا تعالیٰ سے نہ ڈر کر خراب کر رہا تھا۔ انہیں بندوں کے ڈر کی وجہ سے اچھا بنانے لگ جاتا ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ دنیا میں سچائی کی قیمت سب سے کم ہے۔ جب بھی کوئی شخص بات کرتا ہے تو وہ اصل بات کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ پس میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ سچائی کو اختیار کریں اور یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ آج دنیا میں ہزاروں راست باز گزرے ہیں۔ اس لئے یہ کوئی ایسی بات نہیں جو نہیں ہو سکتی۔ تم فیصلہ کرلو کہ ہم نے سچ بولنا ہے۔ چاہے اس کے بدلہ میں ہم ذلیل ہوں۔ شرمندہ ہوں یا ہمیں کوئی اور نقصان اٹھانا پڑے۔"

شذرات

نون۔ سین

یہ سوئٹزر لینڈ ہے

اگر بغیر کسی حوالے کے بات کی جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ سوئٹزر لینڈ کو دو باتوں نے خاص مشہوری عطا کی ہے ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ وہاں بہت اچھی گھڑیاں بنتی ہیں اور دوسری یہ کہ دنیا بھر کے امیر لوگ اپنا روپیہ چھپانے کے لئے سوئٹزر لینڈ کے بینکوں میں جمع کرواتے ہیں۔ جہاں تک دوسری بات کا تعلق ہے ہو سکتا ہے یہ افواہ ہی ہو کیونکہ نہ تو ہمارے پاس اتنا روپیہ ہے کہ ہم نے وہاں جمع کروا کے دیکھا ہو۔ نہ ہماری کسی ایسے شخص سے دوستی ہے جس کے پاس وہاں جمع کروانے کے لئے روپیہ موجود ہو۔ لیکن بہر حال لوگ جب بھی سوئٹزر لینڈ کا ذکر کرتے ہیں۔ تو اس بات کو بھی پیش کرتے ہیں کہ وہاں دنیا بھر کے امیر لوگ اپنا اپنا روپیہ چھپانے کے لئے بینکوں میں جمع کرواتے ہیں۔ کچھ بھی ہو سوئٹزرلینڈ دنیا کے انتہائی چھوٹے ملکوں میں سے ایک ملک ہونے کے باوجود دنیا میں خاصا مشہور اور مقبول ہے۔ جسے امن کا شہر بھی کہا جاتا ہے اور سوئٹزر لینڈ کا عالمی دارالخلافہ بھی نومبر ۱۹۸۵ء میں جب پہلی دفعہ دو سپر پاورز کے سربراہان نے آپس میں ملاقات کی تو انہوں نے سوئٹزر لینڈ ہی کا انتخاب کیا۔ یہ دو سربراہان سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کے سربراہ میخائل گورباچوف اور امریکہ کے صدر رونلڈ ریگن تھے۔ ان دونوں کی سوئٹزر لینڈ میں ملاقات کے اہتمام نے سوئٹزر لینڈ کا سر فخر سے بلند کر دیا اور کہتے ہیں کہ اس وقت کے سوئٹزر لینڈ کی کنفیڈریشن کے صدر کرٹ فرگلر KURT FURGLER نے بڑے فخریہ انداز میں کہا کہ سوئٹزر لینڈ میں اس چوٹی کانفرنس کے انعقاد نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ سوئٹزر لینڈ عالمی برادری میں اپنا کردار ادا کرنا چاہتا ہے۔ اور وہ اس اہم کردار ادا کرنے کے قابل بھی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ دو سپر پاورز کے سربراہان سوئٹزر لینڈ میں ملاقات کرنے پر کیوں راضی ہوتے۔ اس کے علاوہ یورپ کے علاقے میں سوئٹزرلینڈ اقوام متحدہ کی تنظیم کا ہیڈ کوارٹر بھی ہے اور اسی لئے اسے امن کا شہر کہا جاسکتا ہے۔ جنیوا ایک ایسا شہر ہے جو ہمیشہ عالمی کانفرنسوں کو خوش آمدید کہتا ہے۔ اور ان کے لئے ایسے انتظامات کرتا ہے جس سے کانفرنس کے تمام شرکاء خوش بھی ہوتے ہیں اور اپنے اطمینان کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ در اصل جنیوا جب بھی یہ کردار ادا کرتا ہے تو سوئٹزر لینڈ کے اس ارادے کا اظہار ہوتا ہے کہ اس کی موجودگی کو مثبت رنگ میں مانا جائے اور عالمی برادری میں جو بھی خدمت وہ ادا کر سکتا ہے۔ اسے ادا کرنے کا موقعہ ملنا چاہیئے۔ اکتوبر ۱۹۸۹ء میں نمیبیا کی دستور ساز اسمبلی کے لئے انتخابات ہوتے تھے اور اقوام متحدہ نے اپنے آٹھ سو آبزرور ونڈھوک WINDHOEK میں ارسال کئے تھے۔ ان کے ساتھ شامل ہو کر یہ فریضہ سرانجام دینے کے لئے سوئٹزر لینڈ نے بھی اپنے ۳۱ نمائندے وہاں بھیجے تھے۔ اسی طرح بعد میں جب نکاراگوا میں انتخابات کا وقت آیا۔ تو سوئٹزر لینڈ بھی ان ممالک میں سے ایک تھا۔ جس نے نکاراگوا کے حکام کو انتخابات کے متعلق جملہ امور سمجھانے اور سکھانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی حتیٰ کہ روپیہ بھی اپنی جیب سے خرچ کیا۔ اس وقت سوئٹزر لینڈ کے وزیر خارجہ نے کہا کہ ہم یہ سب کچھ اس لئے کرتے ہیں تاکہ دنیا کو ہماری موجودگی کا احساس ہو اور یہ پتہ چلے کہ ہم ہر ایسے کام میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ جس سے دنیا کے امن کو استحکام ملے چاہے دنیا کے کسی حصے میں ہماری ضرورت پیش آئے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ سوئٹزر لینڈ کی خارجہ پالیسی کی بنیاد اس بات پر رکھی گئی ہے کہ سوئٹزر لینڈ ہمیشہ ایک آزاد ملک کی حیثیت سے زندگی بسر کرنی چاہتا ہے اور اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو ساری دنیا یا عالمی برادری کا ایک فرد سمجھتا ہے۔

بہت کم ممالک ایسے ہیں جو اپنے ہمسایوں پر اتنا زیادہ انحصار کرتے ہوں جتنا کہ سوئٹزر لینڈ کو کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو یہ ایک بہت چھوٹا سا ملک ہے۔ دوسرے اس کی اپنی کوئی پیداوار نہیں۔ تیسرے اسے کوئی سمندری راستہ نہیں لگتا۔ ۱۹۸۹ء میں اس کی برآمدات گراس نیشنل پراڈکٹ (جی۔این۔پی) کی ۳۸ فی صدی تھیں۔ ۱۷ فی صد درآمدات اور ۵۶ فی صد برآمدات یورپین کمیونٹی جسے (ای سی) بھی کہتے ہیں کے ساتھ تھے۔ اگرچہ یہ ای۔سی کا ممبر تو نہیں ہے لیکن اس کے ان ملکوں کے ساتھ اتنے اچھے روابط ہیں کہ اس کی تجارت ضرورت کے مطابق ٹھیک ٹھاک چل رہی ہے۔ چونکہ اس کی اپنی کوئی پیداوار نہیں ہے۔ اس لئے سوئٹزر لینڈ کے باشندوں کا زیادہ تر انحصار محنت، علم اور طریق کار پر ہے یہ جتنی زیادہ محنت کریں گے اتنے ہی باہر سے را میٹریل (RAW MATERIAL) منگوا کر ان کو کسی دوسری شکل میں برآمد کر سکیں گے اور یہی وہ بات ہے جس سے یہ اپنے آپ کو خوشحال رکھ سکتے ہیں۔ انہیں زیادہ برآمدات کی ضرورت بھی اسی لئے ہے تاکہ یہ اپنی ضروریات کے مطابق درآمدات کر سکیں۔

حال ہی میں پاکستان میں سوئٹزر لینڈ کے سفیر نے کہا کہ میں یہ بات بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارا ملک مالی طور پر عالمی بینک میں حصہ لیتا ہے۔ ایشین ڈیپارٹمنٹ بینک اور یو۔این۔ ڈی۔پی کے پروگرامز میں بھی پاکستان میں شریک ہوتا ہے اور انٹرنیشنل کمیٹی آف ریڈ کراس اور اسی طرح یونائیٹڈ نیشنز کے ہائی کمشنر برائے مہاجرین میں بھی پوری طرح حصہ دار ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹا ملک ہونے کے باوجود ہم ہر قسم کی عالمی کارکردگی میں اپنے آپ کو شامل رکھتے ہیں۔ اگر اس بات پر غور کیا جائے تو یہ بھی خاص اہمیت کی حامل ہے کہ چھوٹا سا ملک ہونے کے باوجود کئی ملکوں میں یہ دوسرے ملکوں کی نمائندگی کر رہا ہے۔ مثلاً مصر میں ایران کی نمائندگی کر رہا ہے۔ اور جنوبی افریقہ کی بھی۔ اسرائیل کی غانا میں نمائندگی کرتا ہے اور میڈاگاسگر میں بھی۔ اور کولمبیا کی کیوبا میں نمائندگی کرتا ہے۔ نیوزی لینڈ کی لیبیا میں۔ پولینڈ کی چلی میں۔ جنوبی افریقہ کی ایران میں اور پیرو میں اور امریکہ کی ایران اور کیوبا میں۔ اور ۱۹۹۰ء کی فروری تک برطانیہ کی ارجنٹائن میں نمائندگی کرتا تھا۔ چونکہ برطانیہ اور ارجنٹائن کے ۱۹۸۲ء سے فاک لینڈ کی جنگ کی وجہ سے تعلقات منقطع ہو چکے تھے۔ اس لئے انہیں اس بات کی ضرورت تھی کہ کوئی دوسرا ملک ان کی نمائندگی کرے۔

ایک عجیب بات جو اس ملک کے نظام سلطنت میں دیکھی گئی وہ یہ ہے کہ اگر پچاس ہزار باشندے کسی امر کے متعلق ریفرنڈم کروانا چاہیں تو حکومت کو مجبوراً اس کے متعلق ریفرنڈم کروانا پڑتا ہے اور اس ریفرنڈم کے فیصلے کے مطابق عمل کرنا پڑتا ہے۔

جنگ یا گفت و شنید

اب جبکہ امریکہ اور عراق کے درمیان بلاواسطہ گفتگو کا امکان پیدا ہو گیا ہے بلکہ اس سلسلے میں بعض امور طے بھی پا گئے ہیں تو عرب سیاست دان شک و شبہ کی نظر سے دیکھتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچ رہے ہیں کہ اس گفت و شنید کا نتیجہ جنگ کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ اگرچہ امریکی حکام یہ سمجھتے ہیں کہ صدر بش کا عراق کو گفت و شنید کے لئے دعوت دینا آخری موقعہ دینے کے مترادف ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ عراق کے صدر کو یہ باور کرایا جاسکے کہ اگر کویت خالی نہ کیا گیا تو کتنے خوفناک نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن وہ اس بات سے بھی ڈرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ عراق اس گفت و شنید سے خاص فائدہ اٹھا جائے۔ وہ عالمی اتحاد کو یہ یقین دلانے میں کامیاب ہو جائے کہ کویت کے متعلق بعض شرائط کے ساتھ صلح کی جاسکتی ہے۔ اگر گفت و شنید سے کویت کو خالی کرایا جاسکے اور جنگ سے گریز کیا جاسکے تو یقیناً یہ ایک بہت بڑی بات ہوگی لیکن وہ کہتے ہیں کہ عراقی نفسیات کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ وہ اسے ایک موقعہ گردانیں گے اور اس کے ذریعے عالمی اتحاد میں دراڑیں ڈالیں گے۔ ایک سفارت کار نے جو خلیج کے علاقے میں متعین ہیں کہا کہ آئیے ہم سیدھی سادھی اور سچی بات کریں ہم جنگ نہیں چاہتے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی جنگ نہیں چاہتا لیکن اس میں کیا شک ہے کہ اگر جنگ شروع ہوئی تو بے شک امریکہ اپنے کچھ فوجیوں کو ہلاکت کے منہ میں ڈال دے گا اور اس طرح نقصان اٹھائے گا۔ لیکن ہم سے تو سب کچھ چھن جائے گا۔ ہمارے پاس باقی کچھ بھی نہیں رہے گا۔ لیکن ان کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ کویت عراق کے پاس ہی رہنے دیا جائے۔ ریاض میں متعین مغربی حکام جو گفت و شنید کے حق میں ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ آخر گفت و شنید کے دوران جیمز بیکر کون سا متبادل پیش کر سکیں گے۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ کویت خالی کرانے کی بجائے کوئی اور بات عراق کے سامنے رکھی جائے۔ گفت و شنید ہو یا کوئی اور طریق کار عراق کو کویت تو بہرحال خالی کرنے کے لئے تو کہا ہی جائے گا۔ یہ حکام اس گفت و شنید کے نتیجے سے کچھ زیادہ پر امید نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ امکان اس بات کا ہے کہ جیمز بیکر صدام حسین کو گفت و شنید کے ذریعے یہ باور کرا سکیں کہ کویت میں جا کر عراق نے غلطی کی ہے لیکن یہ بات بھی کوئی پر امید نظر نہیں آتی۔ حقیقت ہے کہ صدام حسین ابھی تک یہ محسوس کر رہے ہیں کہ لوگ ان کے ساتھ ہیں اور قربانی میں کمی و بیشی کا سوال تو پیدا ہو سکتا ہے۔ یعنی کن کے آدمی زیادہ مارے

جائیں گے۔ لیکن اگر ہمارے آدمی زیادہ بھی مارے جائیں تو ہماری قوم اس کو برداشت کرلے گی۔ ایک سفارت کار نے اس خیال کا اظہار کیا کہ صدام حسین جس بات کو پوری طرح محسوس نہیں کرتے۔ وہ یہ ہے کہ عالمی اتحادی فوج کس سرعت کے ساتھ حملہ کرسکتی ہے اور کتنی جلدی صدام کی فوجوں کا صفایا کرنے کے قابل ہے۔ یہ عالمی اتحادی فوج اب یہ محسوس کرنے لگی ہے کہ صدام حسین سے صرف اس بات کا تقاضا کیا جائے کہ اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کی جو قرار دادیں ہیں ان پہ پوری طرح سے عمل کرے اور کویت خالی کرکے وہاں کے شاہی خاندان "صباح" کو واپس لائے۔ اگر ایسا کرنے سے عراق انکار کرے تو پھر یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جنگ میں تاخیر مناسب نہیں پہلے ہی خاصی تاخیر ہو چکی ہے اب مزید تاخیر کرنا کسی طرح بھی درست نہیں۔

عرب سیاستدان اور ان کے دانشور اس بات پر متحد نہیں ہیں کہ کیا کرنا چاہیئے۔ کچھ لوگ جنگ کے حق میں ہیں اور کچھ اس کے خلاف۔ جو لوگ جنگ کے حق میں ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ پہلے ہی خاصی دیر کی جا چکی ہے۔ اب مزید جنگ کو پیچھے ڈالنا کسی طرح بھی مناسب نہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم پر جنگی بحران تو طاری نہیں ہے۔ لیکن یہ کہنا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ جنگ گفت وشنید اور سفارت کاری کی انتہا پر کی جاتی ہے اور اب واقعی سفارت کاری کی انتہا ہو چکی ہے۔ بعض لوگوں کے خیال میں زیادہ سے زیادہ دو ہفتے مزید انتظار کیا جائے گا۔ اور اس کے بعد عراق پہ جنگ ٹھونس دی جائے گی۔ بعض عربوں کو یہ شکایت بھی ہے کہ ادھر اقوام متحدہ نے یہ قرار داد پاس کی کہ ہر قسم کی طاقت استعمال کرکے کویت خالی کروایا جا سکتا ہے۔ اور ادھر فوری طور پر امریکہ نے گفت وشنید کی بات شروع کردی۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ تو ان قرار دادوں کا گلا گھونٹنے والی بات ہے اور بش اسی بات کے مرتکب ہوئے ہیں۔ انہیں کم از کم چند روز تو اس بات کا انتظار کرنا چاہیئے تھا کہ عراق کی طرف سے کس ردّ عمل کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ اس بات سے بھی خوف زدہ ہیں کہ گفت وشنید کے ذریعے عراق مزید پیچیدگیاں پیدا کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ بہرحال ایک طرف اقوام متحدہ نے طاقت استعمال کرنے کی قرار داد پاس کی ہے اور دوسری طرف بش انتظامیہ عراق کے ساتھ گفت وشنید کی تیاری کر رہی ہے۔ اب دیکھئے کہ یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

فلک السلامہ (امن کا جہاز)

گذشتہ دنوں ۲۷ نومبر کو پورٹ قاسم پر ایک جہاز لنگر انداز ہوا۔ اس جہاز کا نام تھا "امن کا جہاز" ("فلک السلامہ") اور اس میں ۴۰ کے قریب ممالک کے سائنسدان اور تاریخ دان سوار تھے۔ اس جہاز کا سفر وینس سے لے کر اوساکا تک ہے اور یہ لوگ اس سارے راستے کو شاہراہِ ریشم کہہ کر اس پر سفر کر رہے ہیں۔ مقصد ان کا یہ ہے کہ جس طرح پہلے تجارتی جہاز ان راہوں پر چلا کرتے تھے۔ اسی طرح یہ جہاز بھی اس شاہراہ پر چل کر مختلف ملکوں کی ثقافت اور تاریخ کا اپنے علم سے مقامی لوگوں سے مل کر مقابلہ کریں اور دیکھیں کہ اس ثقافت کو کس طرح آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ دراصل یونیسکو ثقافتی فروغ کے لئے ایک عشرہ منا رہی ہے اس کا آغاز ۱۹۸۸ء میں کیا گیا تھا۔ اور ۱۹۹۷ء میں اس کا اختتام ہوگا۔ اسے شاہراہ ریشم کے ساتھ ساتھ گذرگاہِ گفتگو بھی کہا گیا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ سائنس دان اور تاریخ دان جو اس جہاز پر سوار ہیں۔ وہ جس ملک میں بھی جائیں گے وہاں کے سائنس دانوں، تاریخ دانوں اور دانش وروں سے گفتگو کرکے وہاں کی ثقافت کے متعلق مزید معلومات حاصل کریں گے اور اس کے فروغ کے لئے جو کچھ ہو سکے گا۔ یونیسکو کے ذریعے کریں گے۔

اس دہاکے کا اہتمام کرنے والے کہتے ہیں کہ ان سفروں کا اصل مقصد یہ ہے کہ جہاں بھی وہ جائیں وہاں کا ادب، تاریخ اور ثقافت سے واقفیت حاصل کرکے اسے دوسروں تک پہنچائیں اور اس طرح ساری دنیا میں تحقیقات کے عمل کو وسیع سے وسیع تر کیا جائے۔ یہ تضادات کو بھی نوٹ کریں گے۔ اور موافقات کو بھی اور یہی وہ دو باتیں ہیں جن سے دنیا بھر کی ثقافت کو قریب سے قریب تر لایا جا سکتا ہے اور ایک دوسرے سے واقفیت حاصل کی جا سکتی ہے۔ ورثے کے محفوظ رکھنے کا یہ ایک بہت اچھا طریق ہے۔ یہ تو ایک جہاز ہے۔ اس طرح کے کئی اور لوگ سفر کر رہے ہیں اور وہ نہ صرف بحری جہازوں کے ذریعے بلکہ سڑکوں پر بھی اسی طرح کے سفر کرکے ایک ملک سے دوسرے ملک پہنچتے ہوئے وہاں کی ثقافت، ادب اور تاریخ کے متعلق گفتگو بھی کرتے ہیں اور اس طرح علم کے فروغ کا باعث بنتے ہیں۔ مقامی لوگوں سے گفتگو کرنا اس لئے بھی زیادہ مفید ہے کہ جن باتوں کا انہیں پہلے علم ہے۔ جب ان کے متعلق دانشوروں سے گفتگو کرکے وہ یہ معلوم کرتے ہیں کہ کونسی بات درست ہے اور کونسی غلط تو ان کے علم میں اضافہ بھی ہوتا ہے اور ان کا علم صحیح راستوں پر بھی چلنے لگتا ہے۔ اس قسم کا پہلا سفر حال ہی میں ختم ہوا ہے۔ یہ چین سے شروع ہو کر شاہراہِ ریشم سے ہوتا ہوا زیان اور کاشغر تک پہنچا۔ کاشغر سے ہوتا ہوا اورو ماٹے پہنچا۔ جس ملک میں بھی یہ لوگ جاتے ہیں وہاں کی تاریخی عمارتیں بھی دیکھتے ہیں اور سیمینار منعقد کرکے مختلف موضوعات پر خود بھی تقریریں کرتے ہیں اور مقامی لوگوں کو بھی سٹیج پر لاتے ہیں۔

یونیسکو کے ڈائرکٹر جنرل نے اس سکیم کے متعلق کہا ہے کہ یہ تمام ملکوں کی ثقافتوں کو ایک دوسرے کے سامنے رکھ کر پرکھنے کا ایک نہایت اچھا ذریعہ ہے اور اس طرح بڑی بڑی تہذیبوں کے متعلق بھی مزید معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ لوگوں کو معلوم ہے۔ اسے ایک دوسرے تک ذاتی طور پر اسی طرح پہنچایا جا سکتا ہے۔ بحری سفر جو اختیار کیا جا رہا ہے یہ اسی راستے سے طے ہوگا جو آج سے تین ہزار سال پہلے بھی لوگوں کو معلوم تھا اور جس پر عرب لوگ اپنے تجارتی سامان لے کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جایا کرتے تھے۔ "امن کا جہاز" ۲۷ نومبر کو پورٹ قاسم پر ۱۱ بجے صبح لنگر انداز ہوا۔ اور اس کی پیشوائی کرنے کے لئے وزیر ثقافت اور سیاحت موجود تھے۔ ساڑھے سات بجے انہیں قائداعظم کے مزار پر لے جایا گیا اور رات کے وقت وہ پورٹ قاسم اتھارٹی کے مہمان ہوئے۔ جہاں ایک شو "گذشتہ صدیوں میں کشتیاں" دکھایا گیا۔ یہ شو ثقافت اور سیاحت کے محکمے نے تیار کیا تھا۔ ۲۸ نومبر کو صبح ۱۰ بجے ایک سیمینار منعقد کیا گیا جس کا موضوع تھا "سندھ اور عرب لوگوں کی بحری سیاحت" اس سیمینار کا افتتاح سندھ کے گورنر محمود اے ہارون نے کیا اور مختلف اور متنوع مضامین پر تین روز تک تقریریں جاری رہیں۔ اس کے بعد ان سفر کرنے والوں نے مدینۃ الحکمت بھی دیکھا اور وہاں عشائیے میں بھی شرکت کی اور اس طرح انہوں نے پاکستان کا نیشنل میوزیم بھی دیکھا۔ موہنجو ڈارو۔ بھنبھور کینجھر جھیل سکلی پل بھی انہیں دکھائے گئے۔ تین دسمبر کو یہ جہاز بھارت میں MORMUGOA کے مقام کے لئے روانہ ہوگیا۔ اس جہاز کا سفر ۹ مارچ ۱۹۹۱ء کو اوساکا جاپان میں اختتام پذیر ہوگا۔

چوہدری بشیر احمد

سچ کی عادت اور ہماری ذمہ داری

"مذہبی قومیں بغیر اخلاقی تعمیر کے تعمیر نہیں ہو سکتیں اور یہ تصور بالکل باطل ہے کہ انسان بد اخلاق ہو اور باخدا ہو" (خطبہ جمعہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء)

ان الفاظ میں قومی اخلاق کی فلاسفی بیان فرماتے ہوتے ہمارے محبوب امام الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے صحیح اخلاق کا تصور خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہونے کے ساتھ وابستہ فرمایا ہے۔ اس ضمن میں حضور انور نے "سچ کی عادت" کو پہلے نمبر پر رکھتے ہوئے فرمایا۔

"سب سے پہلی بات سچ کی عادت ہے آج دنیا میں جتنی برائیاں پھیلی ہوئی ہیں اس میں خرابی کا سب سے بڑا عنصر جھوٹ ہے"

یہی وجہ ہے کہ انسانیت کے محسن اعظم سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کو شرک کے معیار کا گناہ قرار دیا ہے۔

ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں تشریف لائے فرمایا لوگو کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں سے آگاہ نہ کروں۔ سب نے بیک زبان عرض کی کہ حضور ضرور آگاہ فرمائیے۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ذیل تین گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار فرمایا ۱۔ شرک ۲۔ والدین کی نافرمانی ۳۔ جھوٹ بولنا۔ روایت ہے کہ تیسرا گناہ کبیرہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے درد سے دہرایا۔

ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ نے راستگوئی کی عادت کو راسخ کرنے کی جو تلقین فرمائی ہے۔ وہ گویا تیسرے گناہ کبیرہ "جھوٹ" کے خلاف اعلان ہے۔ بوجہ اس کے کہ آج دنیا میں جتنی بدی پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں خرابی کا سب سے بڑا عنصر جھوٹ ہے۔ جہاں تک بڑی عمر کے احمدی بھائیوں کا تعلق ہے وہ عرصہ دراز سے سچ اور جھوٹ کا امتیاز دیکھتے آئے ہیں۔ سچ کی برکات اور جھوٹ کی نحوستوں کا وہ مشاہدہ کر چکے ہیں۔ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ کو اگر فکر لاحق ہے تو آئندہ نسل کے بارے میں

باقی صفحہ ۵ پر

مچھلی کی غذائی اہمیت

مچھلی کی اہمیت غذائی اعتبار سے مسلمہ ہے۔ یہ گوشت کا بہترین نعم البدل ہے، کیونکہ اس میں بکری، گائے اور مرغ کے گوشت کی طرح پروٹین، حیاتین چربی اور دیگر اجزاء موجود ہوتے ہیں۔ البتہ مچھلی میں پائے جانے والے پروٹین زیادہ زود ہضم اور نہایت اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے،

ترجمہ، تمہارے لئے دریا کا شکار حلال ہے۔ اس کا کھانا تمہارے لئے اور مسافروں کے لئے فائدہ مند ہے۔

ذیل میں گوشوارے کی مدد سے مچھلی کے گوشت اور دوسری اقسام کے گوشت کا موازنہ کیا گیا ہے۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ مچھلی کے گوشت میں لحمیات کا تناسب تقریباً دوسری اقسام کے گوشت کے برابر ہے۔ البتہ پانی کی مقدار کا تناسب ۷۰٪ سے ۸۰٪ ہے جو نسبتاً بہت زیادہ ہے۔

مزید برآں مچھلی کے گوشت میں چربی کا تناسب ۴٫۰٪ ہے جو گائے، بکرے اور مرغ کے گوشت سے بہت کم ہے۔ ان دو خصوصیات کی وجہ سے مچھلی کا گوشت ہلکا اور زود ہضم ہے۔

ان اجزاء کے علاوہ مچھلی کے گوشت میں حیاتین، معدنیات، تیزابی مادے، نشاستہ اور آیوڈین نہایت موزوں تناسب میں موجود ہوتے ہیں تاہم بعض تیزابی مادے جو انسانی جسم کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مثلاً لائی سین، میتھیونین وغیرہ مچھلی کے گوشت میں نسبتاً زیادہ پائے جاتے ہیں علاوہ ازیں اس میں حیاتین الف اور حیاتین د بھی وافر مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔ اپنے ان اجزائے ترکیبی کے باعث مچھلی کا باقاعدہ استعمال نہ صرف مفید بلکہ صحت کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ اس سے جسمانی نشوونما بخوبی ہوتی ہے اور جسم میں بیماریوں کے خلاف مدافعت بھی پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً دانتوں اور ہڈیوں کے امراض، دماغی کمزوری، گردے کی پتھری، شب کوری اور آنکھ کا پھولا وغیرہ جیسی بیماریاں مچھلی کا باقاعدہ استعمال کرنے والوں میں تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں۔ جدید تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ مچھلی کا گوشت دل کے مریضوں کے لئے نہایت مفید۔ اس کی وجہ مچھلی میں نہ صرف چربی اور کولیسٹرول کا انتہائی کم تناسب ہے بلکہ ایک ناقابل انجذاب اینزائم کی موجودگی بھی ہے۔ یہ انیزائم صرف مچھلی کے گوشت میں موجود پایا جاتا ہے۔ اور اس کی منفرد خصوصیت یہ ہے کہ یہ خون میں کولیسٹرول کی مقدار کو کم کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر حضرات دل کے مریضوں کو مچھلی کے باقاعدہ استعمال کا مشورہ دیتے ہیں۔ مچھلی کی ایک اور منفرد خصوصیت اس کے پروٹین کی جزوِ بدن بننے کی صلاحیت ہے جو دوسرے پروٹین سے بہت زیادہ ہے۔

مچھلی کے پروٹین کی حیاتیاتی اہمیت ۹۶،۰٪ ہے اور لحمیات کی جزوِ بدن بننے والی خالص مقدار ۸۰٪ ہے۔ جو دوسری اقسام کے گوشت سے نسبتاً زیادہ ہے۔ مچھلی کے پروٹین کے ہضم ہونے کی صلاحیت ۸۵٪ ہے جو مرغی کے گوشت میں پائے جانے والے پروٹین کے برابر اور گائے سے کم ہے۔ ناقابل ہضم پروٹین کا تناسب ۱۲،۷٪ ہے جو کم ترین ہے جبکہ مچھلی کے لحمیات کی جزوِ بدن بننے کی صلاحیت سب سے زیادہ یعنی ۳،۵۵ ہے۔

مچھلی کا گوشت مقابلہ دوسری اقسام

نمبر شمار	قسم گوشت	پانی ٪	لحمیات ٪	چربی ٪	حرارتی قوت
۱	کاڈ مچھلی	۷۸ - ۸۳،۴	۱۹،۵	۵،۴	۶۶۰
۲	کارپ مچھلیاں	۷۸ - ۸۰،۶۹	۱۵،۷۹	۴،۷۷	۴۹۵
۳	ٹراؤٹ مچھلی	۷۰ - ۸۰،۶۵	۱۷،۹۶	۰،۷۴	۳۶۵
۴	گائے بھینس	۶۱،۳	۱۹،۰۰	۱۹،۷	۱۱۵۵
۵	بکرے کا گوشت	۶۷،۴	۱۹،۸	۱۲،۴	۸۹۰
۶	مرغ کا گوشت	۶۳،۷	۱۹،۳	۱۶،۳	۱۰۹۵

مچھلی کی غذائیت کے باوجود یہ تاثر عام ہے کہ اس کا گوشت گرم ہوتا ہے اس لئے اسے موسم گرما میں استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ مچھلی کے گوشت میں حرارتی قوت دوسری تمام اقسام کے گوشت کی نسبت کم ہے یعنی ۳۶۵ سے ۶۶۰ حرارے۔ چنانچہ یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ مچھلی کا استعمال ہر موسم میں یکساں مفید ہے

ایک غلط تاثر جس کی وجہ سے اکثر لوگ مچھلی کھانے سے اجتناب کرتے ہیں، یہ ہے کہ مچھلی کھا کر دودھ پینے سے پھلبہری یعنی برص کا مرض لاحق ہو جاتا ہے جو جسم میں ایک خاص قسم کا مادہ پیدا ہونے کی وجہ سے شروع ہوتا ہے۔ اور جلد پر دھبے بننے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس مادے کا اصل سبب کیا ہے اس پر تا حال تحقیق ہو رہی ہے۔ البتہ جدید تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کہ اس مرض کا مچھلی کے بعد دودھ پینے سے کوئی تعلق نہیں اس کا ثبوت بنگلہ دیش کے لوگوں کا طریقہ ہے جن کی مرغوب غذا چاول اور مچھلی ہے۔ اور وہ کھانے کے بعد رات کو دودھ کا باقاعدہ استعمال کرتے ہیں۔

پاکستان اکنامک سروے کے اعداد و شمار کی رو سے ۸۹-۱۹۸۸ء میں لگائے گئے تخمینے کے مطابق پاکستان میں مچھلی کی اوسط پیداوار ۴۲۸،۵۹۲ ٹن تھی جس میں سے ۳۲۸،۵۹۲ ٹن سمندر سے حاصل ہوئی جبکہ ۱۰۰،۰۰۰ تازہ پانیوں کی پیداوار تھی۔ پاکستان میں مچھلی کھانے کی اوسط فی کس شرح ۳،۵ پونڈ سالانہ ہے جو ترقی یافتہ ممالک کی نسبت بہت کم ہے مثلاً جاپان میں یہ شرح ۱۵۵،۵ پونڈ ہے جبکہ برطانیہ میں ۴۰-۵۰ پونڈ ہے امریکہ میں ۱۶-۲۰ پونڈ جبکہ فرانس اور جرمنی میں ۲۰-۲۵ ہے۔ ماہرینِ خوراک کی رائے کے مطابق ۲۵ سال کی عمر کے عام آدمی کو سال میں ۵۱،۵ پونڈ مچھلی کھانی چاہیئے۔

پاکستان کے آبی وسائل کا شمار دنیا کے بہترین وسائل میں ہوتا ہے مگر ابھی تک اس سے کما حقہٗ استفادہ نہیں کیا جا رہا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آبی وسائل سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے۔ ایک طرف مچھلی کی پیداوار بڑھانے پر زور دیا جائے اور دوسری طرف عام آدمی کو مچھلی کے باقاعدہ اور زیادہ سے زیادہ استعمال کی طرف راغب کیا جائے۔ ملک میں حیوانی لحمیات کے حصول کے دوسرے تمام ذرائع صنعتی حیثیت سے تقریباً اپنے نقطۂ عروج تک پہنچ چکے ہیں۔ البتہ ماہی پروری کا شعبہ اس اعتبار سے زبردست امکانی قوت کا حامل ہے۔ ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کے رجحان کے پیشِ نظر ماہی پروری کو فروغ دینے کی اہمیت کسی وضاحت کی محتاج نہیں، کم زرخیز، بیکار اور بنجر زمینوں پر فش فارم بنا کر نہ صرف لحمیات کی سالانہ پیداوار کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ بلکہ کئی گنا زائد آمدنی کا حصول ممکن بنا کر خوشحالی کے دروازے پر دستک دی جا سکتی ہے۔ آئیے ماہی پروری کو بطور ایک صنعت فروغ دے کر خوشحالی کے ایک نئے دور کا آغاز کر دیں۔ اور خوش بختی کو اپنا مقدر بنائیں۔

(ماہنامہ زراعت دسمبر ۱۹۹۰ء)

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

ہے جسکی حفاظت کی ذمہ داری بڑی عمر کے احمدی بھائیوں پر آتی ہے۔ حضور اپنے اس فکر کو اسطرح بیان فرماتے ہیں۔

" جماعت احمدیہ کے بچوں کے اوپر میں خصوصیت سے نظر رکھتا ہوں اور میرے نزدیک جب تک بچپن سے سچ کی عادت نہ ڈالی جائے بڑے ہو کر سچ کی عادت ڈالنا بہت مشکل ہو جاتا ہے (خطبہ جمعہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء) ہم میں سے اکثر اپنے اپنے گھر میں اہل خانہ کے سرپرست ہیں۔ اسلئے ہمارے محبوب امام ہم سے ہی توقع وابستہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنی نئی نسل میں سچ کی عادت بچپن سے ہی راسخ کرنے کا ہمہ گیر خیال رکھیں گے۔ اپنے ذاتی نمونہ سے بھی اور حکیمانہ وعظ و نصیحت سے بھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس فرض کی کما حقہ ادائیگی کی توفیق بخشے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) فرماتے ہیں:-

"ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے آپ کا پہلا اور آخری فرض یہ ہے کہ آپ اپنی اولاد کو پہلے قرآن ناظرہ پڑھائیں اور پھر اس کا ترجمہ سکھائیں اور پھر ان کے لئے ایسا ماحول پیدا کریں کہ قرآنِ کریم کی محبت اور عشق ان کے دلوں میں پیدا ہو جائے"۔

(خطبہ جمعہ الفضل ۳۔ فروری ۱۹۶۶ء)

مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں تمام احمدی والدین کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اس بنیادی ذمہ داری کو کما حقہ ادا کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد و تعلیم القرآن وقف عارضی۔ ربوہ)

تعارف ۱۱۱

تسخیر جنت

مصنف: پیٹرک سیل

عنقریب کرسٹوفر کولمبس کی پانچ سو ویں سالگرہ منائی جانے والی ہے۔ دنیا کا ایک بہت بڑا طبقہ تو کولمبس کے لئے رطب اللسان ہے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اس کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے انہی لوگوں میں سماجی مؤرخ پیٹرک سیل بھی شامل ہیں پیٹرک سیل کے خیال میں جب کولمبس ساحل پر پہنچا تو بہت سے لوگ اس کا استقبال کرنے کے لئے وہاں موجود تھے۔ لیکن ان لوگوں کی قسمت میں یہ بات لکھی ہوئی تھی کہ انہیں غلام بنا لیا جائے۔ ان پر تشدد کیا جائے۔ بلکہ انہیں ہلاک کر دیا جائے۔ سیل نے کولمبس کے بحری سفر کے ریکارڈ چھانے ہیں اور اس کی ڈائریاں بھی دیکھی ہیں اور ان میں سے چن چن کر تضادات کو باہر نکالا ہے اور اس طرح گذشتہ ۵۰ سال میں کولمبس کی پہلی مفصل سوانح عمری سامنے آئی ہے کہتے ہیں کہ ؎

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اسکا آسماں کیوں ہو

جس کے متعلق سیل کچھ لکھیں اسے کسی اور دشمن کی کیا ضرورت ہے۔ سیل انسان کو یوں دیکھتا ہے گویا کہ وہ واٹر گیٹ میں سے گزرا ہے۔ ویت نام کے نظارے اس کے سامنے تھے۔ سرد جنگ بھی اس نے دیکھی ہے۔ ترقی معکوس کا بھی نظارا کیا ہے اور ماحولیات کا جو اس پر اثر ہے وہ بھی اس کے پیش نظر ہے۔ مصنف کے خیال میں کولمبس ایک حریص شخص تھا جو بنانے کی بجائے بگاڑنے کا عادی تھا اور غالباً اسے اپنے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ کسی چیز کو پانے کی بجائے اس نے اسے تباہ کیا ہے۔ اس نے وہاں کے لوگوں کو غلام بنایا ہے اور وہاں کے وسائل کو لوٹا ہے۔ اور غالباً انہی باتوں کے پیش نظر سیل نے اپنی کتاب کا نام تسخیر جنت رکھا ہے۔ مصنف کہتا ہے کہ دنیا ایک بحری سفر کی یاد میں سالگرہ منانے کی تیاریاں کر رہی ہے اور جس کے ذریعے ایک تمدن اس طرح چھا گیا جس طرح پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ ان لوگوں کی زبان بھی بہت سے لوگوں نے اپنائی ان کا طرز لباس بھی اپنایا اور ان کی اقدار کو بھی دل سے چاہا اور اسی طرح طاقت مجتمع کرنے کی بھی کوشش کی۔ اور یہی وہ چیز ہے جو اس وقت دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر رہی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ سیل نے اس کتاب میں کولمبس کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے۔ لیکن کولمبس کی طرف داری کرنے والے بھی کچھ کم لوگ نہیں ہیں۔ انہوں نے بھی سیل کے خیالات سے اختلاف کرتے ہوئے اس کے نظریات کو گرانے کی کوشش کی ہے۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ سیل کی نظروں سے یہ بات کیوں چھپی ہوئی ہے کہ کولمبس نے ایک نئی دنیا اور ایک نیا زمانہ دریافت کیا۔ سیل کے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ اس نے امریکہ پہنچتے ہی اس خطے کو سپین کا ایک حصہ قرار دے دیا۔ اس نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ علاقہ سپین کی ملکیت ہے۔ اس نے یہ نہیں سوچا کہ حقیقتاً یہ کس کی ملکیت ہے۔ ایک ہی سال کے اندر اندر اس نے مقامی لوگوں کو غلام بنانا شروع کر دیا۔ حالانکہ یہی وہ لوگ تھے جن کی اس نے شروع میں تعریف کی تھی۔ اس سے پہلے بے شک لوگ غلام تو ہوتے تھے لیکن وہ شخصی غلام کہلاتے تھے۔ انسانوں کو اجتماعی حالت میں غلام بنانا اور انہیں اقتصادیات کی مشین میں پیسنا شروع کر دینا یہ غالباً کولمبس ہی کے ذریعے دنیا نے دیکھا۔ وہ کہتا ہے کہ کولمبس نے اپنے لئے یہ "دریافت" نہیں کی تھی یہ اس کی تحریروں سے ظاہر ہے۔ وہ سونے کی تلاش میں تھا اور جو کچھ اسے ملا وہ بہت بڑے بڑے درخت تھے جس سے اس نے سوچا کہ وہ اپنے بادبانوں کے لئے لکڑیاں حاصل کر سکے گا۔ سیل کہتا ہے اپنی ڈائریوں میں اس نے اتنا جھوٹ بولا ہے کہ وہ خود اس جھوٹ پر یقین کرنے لگ گیا۔ جو کچھ اس نے لکھا وہ سپین کے بادشاہ اور اس کی ملکہ کو خوش کرنے کے لئے تھا تاکہ وہ اسے روپیہ مہیا کرتے رہیں اور وہ بحری سفروں میں اپنی زندگی گزار سکے۔ اسی لئے کولمبس نے سپین کے بادشاہ کو بتایا کہ اسے عدن کا باغ مل گیا ہے۔

(ا ن - س)

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ـــ

آپ کا خط ملا

مکرم چوہدری محمد علی صاحب لکھتے ہیں:

آجکل آپ کی ایک سے بڑھ کر ایک معرکے کی غزلیں آ رہی ہیں۔ طبیعت زوروں پر ہے۔ آپ کے کلام کے بے ساختہ پن۔ برجستگی۔ سچائی۔ سادگی اور پرکاری کا تو عرصے سے قائل ہوں ہی۔ لیکن اب کے تو کیفیت ہی کچھ اور ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ دربار سے ہو کر آئے ہیں۔ حضوری کے شرف خاص سے مشرف ہو کر۔ امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک اور مقدس ہاتھوں کے زندگی بخش لمس نے آپ کے جسم ہی کو نہیں روح کو بھی ممسوح کیا ہے۔ ایک کیفیت اور سرور ہے۔ ایک والہانہ پن ہے جو روکے سے نہیں رک سکتا اور ایک دریائے نور ہے جو آپ کے ہر شعر اور ہر نثری تحریر سے پھوٹ پھوٹ کر اور امڈ امڈ کے بہتا ہی چلا جا رہا ہے۔ بہتا ہی چلا جا رہا ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ہر اداریہ ہر شذرہ۔ ہر نوٹ۔ ایک نئی قسم کی تازگی۔ بے ساختہ پن اور تاثر لئے ہوئے ہے۔ میں یہ سطور آپ کو خوش کرنے کے لئے نہیں لکھ رہا ہوں۔ یہ میری روح کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی آواز ہے۔ جب میں نے آپ کے انگریزی کلام کے مجموعے پر نوٹ لکھا تھا۔ تو ایک دو دوستوں نے مجھ پر مبالغہ آمیزی کا الزام بھی لگایا تھا۔ لیکن بخدا سچ کہتا ہوں کہ ہر روز اداریہ۔ اور اس کے علاوہ صفحوں کے صفحے ہلکے پھلکے لہجے اور رواں دواں زبان میں لکھنا اور لکھتے چلے جانا اور ساتھ ساتھ تازگی کو برقرار رکھنا ایک محیر العقول کارنامہ ہے۔ اس پر شعری تخلیقات۔ غزلیں۔ قطعے مستزاد۔ سونے پر سہاگہ۔ کس کس شعر پر داد دوں۔ اللہ نظرِ بد سے بچائے۔ آپ جس خار دار راستے اور بال سے باریک پل صراط پر سے گذر رہے ہیں وہ بے حد نازک اور جان جوکھوں کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے اس سفر کو قبول فرمائے اور اپنے خاص فضل سے کامیابیوں سے نوازے اور ہر قدم پر آپ کا معین و مددگار اور حافظ و ناصر ہو۔ آپ کے سارے ہمسفر جن میں یہ عاجز حقیر بھی شامل ہے آپ کی صحت و سلامتی کے لئے دعا گو ہیں۔

آپ نے جی خوش کر دیا۔

پس نوشت: آپ کو اور مجھے بھی اس سلسلے میں کچھ کہنے کی ضرورت تو نہیں تھی کہ حسابِ دوستاں دردل۔ لیکن میں رہ نہیں سکا۔ اس لئے معافی بھی چاہتا ہوں۔

محترم چودھری صاحب! آپ کے جن ایک دو دوستوں نے مبالغہ آمیزی کا الزام لگایا تھا وہ بالکل درست تھے میں خود اس رائے کا تھا اور اس لئے میں آپ کا نوٹ اپنی کتاب کے ساتھ منسلک کرنے سے گھبراتا تھا لیکن ایک دوست نے مشورہ دیا کہ کتاب کا یا آپ کا تعارف نہ سہی اسے مکرم چودھری محمد علی صاحب کی انگریزی تحریر کا شاہکار جانتے ہوئے قارئین کی خدمت میں ضرور پیش کرنا چاہیئے اس کے علاوہ اس نوٹ کے شائع ہونے کا کہاں امکان ہو سکتا ہے۔ میں خود آپ کی تحریر سے لگاؤ کی وجہ سے چاہتا تھا کہ یہ تحریر محفوظ ہو جائے۔ چنانچہ بادل ناخواستہ اسے اپنی کتاب میں شائع کر دیا۔ مجھے یقین ہے کہ جو بھی میری اس کتاب کی نظموں کا مطالعہ کرے گا وہ آپ کی تحریر کو خاصی حد تک مبالغہ ہی سمجھیگا۔

لیکن میں کسی خاص معیار پر پورا اترنے کے لئے نہ لکھتا ہوں نہ اس کی کوشش کرتا ہوں۔ میں نظم بھی نثر کی طرح قلم برداشتہ لکھتا ہوں۔ آپ تو شاید حیران نہ ہوں لیکن بعض اور دوست ضرور حیران ہوں گے کہ انگریزی نظموں کی یہ کتاب اور دوسری بھی (سانگز آف دی سول) اس طرح مرتب ہوئی کہ میں نے جس وقت جو خیال آیا اسے نظم میں ڈھال دیا اور اس طرح بعض اوقات ایک ایک دن میں پانچ پانچ نظمیں کہہ ڈالیں۔ ان نظموں کا شاعرانہ طور پر کوئی معیار ہو یا نہ ہو لیکن یہ میرے خیالات کی آئینہ دار ضرور ہیں۔

نسیم سیفی

آمد سے مراد موصی کی وہ تمام آمد ہے جو اسے مختلف ذرائع سے حاصل ہوتی ہو اور جو مجلس کارپرداز کے کسی ضابطہ کے تحت مستثنیٰ قرار نہ دی گئی ہو۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ کی چھوٹی ہمشیرہ نصرت یاسمین کے گردہ کا اپریشن فضل عمر ہسپتال میں ہوا ہے۔ طبیعت سنبھل نہیں رہی، سانس اور نمونیہ کی تکلیف ہے۔

○ مکرم چوہدری ناز احمد صاحب ناصر نیشنل آڈیٹر جرمنی کی اہلیہ محترمہ مریم ناز صاحبہ کا اپریشن ۱۸ دسمبر کو فرینکفرٹ میں ہو رہا ہے۔

○ مکرم صوبیدار عبدالرشید صاحب کارکن دفتر الفضل دل کے عارضہ اور بلڈ پریشر کی زیادتی کی وجہ سے بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ محترمہ امینہ بی بی صاحبہ لاہور کی ایک ٹانگ سٹرک عبور کرتے ہوئے ٹوٹ گئی ہے۔ وہ سروسز ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

○ مکرم حکیم نور محمد نورن صاحب ایک ہفتہ سے دل کی بیماری میں مبتلا ہیں۔

○ عزیزم نور احمد طارق ولد مکرم محمد ارشد صاحب طارق دارالنصر غربی ربوہ جو پیٹ کی تکلیف کی وجہ سے ۳ اپریشن کروانے کے بعد ٹھیک ہو گیا تھا اب دوبارہ پیٹ میں تکلیف ہو گئی ہے اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہے۔

احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اعلان نکاح

○ عزیزہ ناعمہ ماجد صاحبہ بنت مکرم چوہدری ماجد شاہد صاحب دارالصدر شرقی ربوہ کا نکاح ہمراہ مکرم مبارک احمد خان صاحب (مقیم کینیڈا) پسر مکرم عبدالغفار خان صاحب دارالصدر جنوبی بعوض مبلغ پچاس ہزار روپیہ حق مہر مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے مورخہ ۲۸ ستمبر ۹۰ء کو پڑھا۔ عزیزہ ناعمہ ماجد مکرم چوہدری عبدالواحد صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد کی پوتی ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو بابرکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔

تبدیلی نام

"میں نے اپنا نام تبدیل کر کے "نصیر احمد قمر" سے "نصیر احمد بدر" رکھ لیا ہے آئندہ مجھے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔"

نصیر احمد بدر ولد چوہدری فضل کریم صاحب
۱۲/۴۸، دارالعلوم وسطی ربوہ

گمشدہ نقدی

مورخہ ۷ دسمبر کو دارالنصر سے بازار جاتے ہوئے مبلغ چار صد روپے کہیں گم ہو گئے ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ملیں تو دفتر صدر عمومی میں پہنچا دیں۔

اعلان دارالقضاء

○ (منور احمد خان صاحب بابت ترکہ چوہدری عبدالرحیم خان صاحب)

مکرم منور احمد خان صاحب وغیرہ ورثاء نے درخواست دی ہے کہ مکرم چوہدری عبدالرحیم خان صاحب آف چک نمبر ۶۸ ج۔ب تحصیل و ضلع فیصل آباد وفات پا گئے ہیں۔ ان کا پلاٹ نمبر ۲۴/۱۰، محلہ دارالنصر ربوہ ان کے مندرجہ ذیل ورثاء کے نام منتقل کیا جائے۔

۱۔ مکرم منور احمد خان صاحب (پسر)
۲۔ " چوہدری لئیق احمد خان صاحب "
۳۔ " رانا سجاد منصور صاحب "
۴۔ مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ (دختر)
۵۔ " آصفہ مسعودہ صاحبہ "
۶۔ " شاہدہ باسط صاحبہ "

لہٰذا بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

○ "(سلطان محمد ادریس صاحب بابت ترکہ حسن محمد صاحب)"

"مکرم حسن محمد صاحب ساکن ۵/۶ دارالیمن وسطی ربوہ بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ ان کی امانتی رقم مبلغ ۳۰۰۰/- روپے امانت تحریک جدید میں جمع ہے۔ ورثاء نے اپنی رضامندی سے درخواست دی ہے کہ یہ رقم موصوف کے بیٹے مکرم سلطان محمد ادریس صاحب کو ادا کر دی جائے۔ لہٰذا بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس ادائیگی پر اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔"

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

موصیان کرام

اگر کوئی موصی اپنی جائیداد غیر منقولہ کا ہبہ بحق وارث یا وارثان ایسے حالات میں کرے گا کہ صورت تقسیم وراثت کی بنتی ہو یا کسی رنگ میں وصیت کی روح مجروح ہونے کا احتمال ہو تو ایسی صورت میں حصہ جائیداد حسب وصیت ادا کرنا لازمی ہوگا۔ اور ایسی جائیداد بصورت وفات موصی کا ترکہ شمار ہوگی۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

اعلان برائے لجنات

۱۹۹۱ء میں ہونے والے مقابلہ کے لئے مندرجہ ذیل عنوان دیا جاتا ہے "حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذریعہ پیدا کردہ انقلاب"

(۱) مقالہ خوش خط اور دستہ کے سائز کے کاغذ پر ایک طرف لکھا ہو۔
(۲) کتب زیر مطالعہ کی فہرست درج کریں۔
(۳) حوالہ جات مکمل درج ہوں یعنی کتاب کا نام مصنف کا نام اور صفحہ۔
(۴) مقالہ کے آغاز میں عناوین درج ہوں جن کے تحت مقالہ ترتیب دیا گیا ہے۔
(۵) صدر مقامی کی تصدیق ہو کہ مقالہ خود لکھا گیا ہے۔

مقالہ پہنچنے کی آخری تاریخ ۱۵ اگست ۱۹۹۱ء ہے۔

سیکرٹری تعلیم لجنہ پاکستان

آپ سیکرٹری وقف جدید سے معلوم کریں کہ کیا آپ کا چندہ وقف جدید ادا ہو چکا ہے

گلے کی سوزش، جلدی امراض، بال گرنا، جوڑوں اور جسمانی دردیں۔ بے خوابی، جگر گردہ اور مثانہ کے عوارض، حمل کی تکالیف۔ پرانے بخار، بچوں کے نئے و پرانے اسہال اور قے۔ عام اور ناک کی رسولیاں، معدہ کے امراض کیل مہاسے، کانوں کا بہنا جیسی امراض کی بفضلِ خدا کامیاب علاج گاہ۔ خط لکھ کر بھی دوائی منگوا سکتے ہیں
بھٹی ہومیو پیتھک کلینک اینڈ سٹور۔ رحمت بازار ربوہ

مکرم سید اعجاز احمد شاہ صاحب

بنگلہ دیش کے ایک مخلص احمدی خادم سلسلہ مکرم سید اعجاز احمد شاہ صاحب گزشتہ دنوں انتقال فرما گئے۔ ان کی عمر ۷۶ سال تھی۔ ان کی نماز جنازہ ڈھاکہ میں بعد از نماز جمعہ ادا کی گئی۔ جس کے بعد تدفین عمل میں آئی۔

مکرم سید اعجاز احمد شاہ صاحب اپنے عظیم والد مکرم سید محمد عبدالواحد صاحب برہمن بڑیا کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے (مکرم سید عبدالواحد صاحب بنگال کے پہلے امیر تھے اور مشہور کتاب جذبات الحق کے مصنف تھے) مکرم سید اعجاز شاہ صاحب واقف زندگی تھے اور مربی سلسلہ کے طور پر خدمات بجا لاتے رہے۔ انہوں نے بنگالی میں بعض کتب بھی تصنیف کیں۔ ان کا زندگی بھر کا ماٹو "محبت سب کے لئے۔ نفرت کسی سے نہیں" تھا۔ وہ عمر بھر اس اصول پر بڑی ہی خوبصورتی اور گہرائی سے عمل کرتے رہے ان کی زندگی کا مقصد احمدیت سے دل و جان سے وابستگی تھا۔ آئمہ جماعت احمدیہ سے غیر معمولی محبت اور گہری عقیدت ان کا جزو ایمان تھا۔

محترم سید اعجاز احمد شاہ صاحب نے قادیان میں جامعہ احمدیہ میں دینی تعلیم حاصل کی اور حضرت فضل عمر اور رفقاء حضرت بانیٔ سلسلہ کی بابرکت صحبتوں سے اکتساب فیض کیا۔ تعلیم کے ساتھ ان کو کھیلوں سے بھی دلچسپی تھی وہ احمدیہ سپورٹس یونین قادیان کی فٹ بال اور ہاکی کی ٹیم کے فعال ممبر تھے۔ ان کو اپنی ٹیم کے ساتھ مشرقی پنجاب کے کئی اضلاع میں جا کر کھیلنے اور انعامات حاصل کرنے کے مواقع حاصل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے محترم سید اعجاز احمد شاہ صاحب کو اپنے درجات قرب میں بڑھاتا رہے اور اپنی رحمتوں اور فضلوں کا مورد بنائے رکھے۔

"جہاں جہاں بھی روس یا مشرقی یورپ کے باشندے موجود ہیں۔ ان سے ملیں۔ رابطے کریں اور ان کو جماعت احمدیہ کا لٹریچر فراہم کریں۔ جن میں سے ایک حسین تحفہ جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ روسی زبان میں ترجمۂ قرآن کریم ہے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ۔)

محترم شیخ بشیر احمد صاحب (بائیں) سابق جج لاہور ہائی کورٹ ۱۹۶۱ء میں سیرالیون کے جشن آزادی کی تقریبات میں شرکت کے لئے گئے واپسی پر آپ نے نائیجیریا میں قیام فرمایا۔ آپ کے دوران قیام نائیجیریا کی ایک پریس کانفرنس کا منظر۔

اعلان نتیجہ امتحان سوم ۱۹۹۰ء انصار اللہ پاکستان

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان کے علمی پروگرام مطالعہ کتب و امتحانات کے سلسلہ میں ستمبر ۱۹۹۰ء میں منعقد ہونے والے سہ ماہی امتحان سوم میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کل ۱۶۱ مجالس کے ۱۷۰۹ انصار نے شرکت کی اور مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

۱۔ مکرم ملک محمد سلیم صاحب پنشنر دارالعلوم ربوہ اوّل

۲۔ " چوہدری عزیز احمد صاحب طاہر ٹوبہ ٹیک سنگھ دوم

۳۔ " مقبول احمد صاحب ذبیح حلقہ صادق دارالعلوم غربی ربوہ سوم

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے نیز جن انصار نے خاص ذوق شوق سے امتحان میں شرکت کر کے خصوصی گریڈ حاصل کیا اُن کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

مکرم چوہدری خوشی محمد صاحب کپور تھلوی اوکاڑہ۔ مکرم نعیم احمد خان صاحب ناظم آباد کراچی مکرم چوہدری انور علی صاحب وحدت کالونی لاہور۔ مکرم محمد اقبال صاحب گوجرہ۔ مکرم ڈاکٹر مورانی نثار احمد صاحب راٹھور نوکوٹ ضلع تھرپارکر۔ مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب دارالرحمت شرقی ب ربوہ۔ مکرم محمد بشیر صاحب کھٹانہ محمد آباد ضلع تھرپارکر۔ مکرم دین محمد صاحب شاہد دارالصدر شمالی ربوہ۔ مکرم سید شبیر حسین شاہ صاحب بھمبر آزاد کشمیر۔ " شیخ عبدالماجد صاحب سکھر۔ مکرم راجہ بشیر الدین احمد صاحب دارالبرکات ربوہ۔ مکرم طاہر احمد صاحب ہاشمی النور کراچی۔ " محمد نذیر بھٹی صاحب شمالی چھاؤنی لاہور۔ مکرم عبدالسمیع طاہر صاحب عزیز آباد کراچی۔ مکرم ظفر اللہ خان صاحب سمن آباد لاہور۔ مکرم سید شریف احمد صاحب ہاشمی اسلام آباد شرقی۔ " قریشی محمد عبداللہ صاحب دارالرحمت غربی ربوہ۔ مکرم شیخ مبارک محمود صاحب پانی پتی دارالذکر لاہور۔ مکرم ملک محمد اعظم صاحب حلقہ صادق دارالعلوم غربی ربوہ۔ مکرم محمد سرور صاحب ابڑو انور آباد ضلع لاڑکانہ۔ مکرم ڈاکٹر محمد سلیم صاحب چک نمبر ۳۲۷ N.R ضلع بہاولنگر۔ مکرم چوہدری محمد صدیق ورک صاحب مسعود آباد فیصل آباد۔ مکرم ماسٹر چوہدری اللہ بخش صاحب دارالصدر شمالی ربوہ۔ مکرم ڈاکٹر چوہدری محمد شفیع صاحب فیروز پوری دارالرحمت شرقی ربوہ۔ مکرم میجر عبدالحمید صاحب (ریٹائرڈ) دارالصدر شمالی ربوہ۔ مکرم محمد ظفر اللہ خان صاحب وحدت کالونی لاہور۔ مکرم محمود احمد جاوید صاحب رحمٰن پورہ لاہور۔ مکرم میجر (ریٹائرڈ) سعید احمد صاحب دارالرحمت غربی ربوہ۔ مکرم احمد علی صاحب صادق رانجھا دارالیمن وسطی ربوہ۔ مکرم ماسٹر محمد حنیف بھٹی صاحب میرپور خاص سندھ " ملک محمد یوسف سلیم صاحب دارالنصر غربی ربوہ۔ مکرم قریشی افتخار علی صاحب بیت المبارک ربوہ۔ " احمد الدین خان صاحب پیپلز کالونی فیصل آباد۔ " چوہدری غلام علی صاحب دارالعلوم (ب) ربوہ۔ " عبدالحق صاحب مصری شاہ لاہور۔ مکرم خلیل احمد صاحب شاہد اسلام آباد شرقی۔ مکرم ماسٹر مقبول احمد صاحب کریم نگر لاہور۔

نوٹ:۔ نمایاں پوزیشن اور خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے انصار کی خدمت میں انعامی کتب زعماء کرام کی معرفت عنقریب ارسال کی جارہی ہیں۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان۔ ربوہ)

خبریں

ملکی خبریں

○ ۱۸ سال پہلے سقوط ڈھاکہ کی تحقیقات کرنے والی حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ اشاعت کے لئے جاری کر دی گئی ہے۔ اس رپورٹ میں ۷ جرنیلوں کے کورٹ مارشل کی سفارش کی گئی تھی۔ رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ چھ جرنیلوں یحیٰی خان، عبدالحمید خان ایم ایم پیرزادہ، عمر، گل حسن اور مٹھا نے مجرمانہ سازش کے تحت ایوب خان سے اقتدار چھینا تھا مشرقی پاکستان سے فرار کی تحقیقات یا پوچھ گچھ کے بغیر میجر جنرل رحیم کو پاک فوج کا چیف آف جنرل سٹاف مقرر کیا گیا۔ رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ میجر جنرل راؤ فرمان علی، جنرل نیازی اور دوسرے ایسے افسروں کیخلاف ان حالات کی تحقیقات کیجائے جنکے تحت جنرل فرمان علی نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو پیغام ارسال کیا تھا۔ وہ کون سی شخصیت تھی جس نے انہیں ایسا کرنے کا اختیار دیا۔

○ امریکی سفیر رابرٹ اوکلے نے کہا ہے کہ کشمیر متنازعہ علاقہ ہے۔ کشمیریوں سے مشورے کے بعد اسکی حیثیت کا تعین کرنا چاہیئے۔

○ آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم خان نے کہا ہے کہ آئندہ تین چار ماہ کے عرصے میں بھارت پاکستان پر حملہ کر سکتا ہے۔ بھارتی فوجوں نے آزاد کشمیر کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے۔

○ دس اہم وفاقی وزارتوں کے سیکرٹریوں کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔

○ دس برس تک جنرل ضیاء الحق اور جنرل اختر عبدالرحمٰن کے دست راست بنے رہنے والے ریٹائرڈ بریگیڈیئر امتیاز کو انٹیلی جنس بیورو کا سربراہ مقرر کر دیا گیا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ بھارت کے دس بڑے شہروں میں موت کا رقص جاری ہے۔ مزید ۴۰ افراد قتل کر دیئے گئے ہیں۔ گذشتہ ایک ہفتے میں فسادات میں مرنے والوں کی تعداد سوا تین سو سے زائد ہو گئی ہے۔ چھ بڑے شہروں میں کرفیو نافذ ہے۔ آگرہ میں تاج محل کے علاقے میں شدید فساد ہوا۔ بھارتی کرکٹ ٹیم کے سربراہ اظہر الدین کے گھر پر بھی حملہ کیا گیا۔ کانپور میں کرفیو کے باوجود مسلمان علاقوں پر حملے کر کے ۱۹ افراد کو شہید کر دیا گیا۔

○ عراق کے صدر صدام حسین نے کہا ہے کہ ہم نے امریکہ سے مذاکرات کے دروازے بند نہیں کئے۔ اگر مغرب کے لئے تیل اہم ہے۔ تو ہمارے لئے بیت المقدس زیادہ اہم ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر جنگ ہوئی تو ہم عرب اور اسلامی وقار کے پورے مفہوم کے ساتھ جنگ لڑیں گے۔

○ ایران نے اعلان کیا ہے کہ وہ ایک وفد بھارت بھیجے گا تاکہ مسلمانوں کے قتل عام کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں

○ ایشیا کے اخبارات کے ایڈیٹروں نے پاکستان کی سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کی اقتدار سے برطرفی کو ۱۹۹۰ء کی سب سے بڑی خبر قرار دیا ہے۔

○ ترکی کی فوج کے سربراہ نے خلیج کے بحران پر اپنی حکومت سے اختلاف کے باعث فوج سے استعفٰی دے دیا ہے۔ واضح رہے کہ ترکی بھی ان ملکوں میں شامل ہے۔ جنگی افواج خلیج میں متعین ہیں۔

ربوہ اور ربوہ کے گردو نواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے

شریف احمد بھٹی

پراپرٹی سنٹر

ریلوے روڈ رحمت بازار ربوہ

فون:۔ گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

بے اولاد

مردوں کیلئے کورس 200/-

SPERMATOZOA COURSE

عورتوں کیلئے کورس 75/-

STERILITY COURSE

اٹھراء کورس 80/- ATHRA COURSE

تفصیلی لٹریچر مفت

کیور ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ

ربوہ فون {۴۷۱ ۶۰۶ ۶۰۷}